سوال

(251) دس سال تک شوہر کا انتظار کرنے کے بعد بھی نہ آئے تو؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک عورت کا شوہر نکاح کے بعد کہیں چلا گیا، اب اس کو گئے ہوئے دسواں برس ہے اور جب سے گیا ہے، کچھ اس کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے؟ مر گیا یا جیتا ہے؟ اس عورت نے بمشکل تمام اب تک اس کا انتظار کیا اور اب انتظار نہیں کر سکتی، اس صورت میں اس کا نکاح دوسرے کسی سے کر دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کر دینا درست ہے، لیکن اس عورت کو چاہیے کہ اولاً اس مقدمہ کو اپنے سردار کے پاس پیش کرے اور سردار اس عورت کا بیان سن کر اور اس بیان کی تحقیق کرکے اس کے شوہر کے موت کا حکم دے اور اس عورت کو حکم دے کہ چار مہینے دس روز عدت بیٹھے، بعد اس کے اس کا ولی دوسرے سے نکاح کر دے۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

حدثني يحيى، عن مالك، عن يحيى بن سعيد، عن سعيد بن المسيب: أن عمر بن الخطاب قال: أيما امرأة فقدت زوجها، فلم تدر أين هو، فإنها تنتظر أربع سنين، ثم تعتد أربعة أشهر وعشرا، ثم تحل " [1]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں، وہ سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں، وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اور اسے کچھ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں چلا گیا ہے، تو وہ چار سال اس کا انتظار کرے، پھر چار ماہ دس دن عدت گزار کر حلال ہو جائے۔

واتفق علی ذلک خمسة من الصحابة منهم الخلیفة الراشد الناطق بالصواب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه والخلیفة الراشد ذوالنورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنه کذا قاله الحافظ فی فتح الباری لانه منع حقها بالغیبة فینوب القاضی منابه فی التسریح باحسان وهو مؤید بقوله تعالیٰ:

فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ ۲۲۹ ... سورة البقرة

"فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا " (البقرة: ۲۳۱) وایضا یؤیده تاجیل العنین سنة مع انه ینفق ویکسو ویتعهد بما لا بد منه مع بقاء الاحتمال علی صحته بعد السنة وقدرته علی الجماع والغائب لا یعلم حاله ولا ینفق ولا یتعهد ولا یقدر بالفعل علی امر فکیف لا یفتی بعد اربع سنین بنکاح جدید؟ (التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی ص: ٤۲۱) واللہ اعلم بالصواب

پانچ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے اس پر اتفاق کیا ہے :ان میں سے ایک خلیفہ راشد ناطق بالصواب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ راشد ذوالنورین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتح الباری میں یہی کہا ہے،کیونکہ اس (گم شدہ خاوند) نے غیب رہ کر اس (عورت) کا حق روکا ہوا ہے لہذا قاضی اس (خاوند) کا قائم مقام بن کر اس عورت کو اچھے انداز میں رخصت کردے گا۔اس موقف کی تائید اس فرمان باری تعالیٰ سے بھی ہوتی ہے۔

"فَإِمساكٌ بِمَعرُوفٍ أَوْ تَسرِيحٌ بِإِحسانٍ" پھر یا تو اچھے طریقے سے رکھ لینا ہے، یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے"

نیز اس کا فرمان ہے :

فَأَمسِكوهُنَّ بِمَعروفٍ أَو سَرِّحوهُنَّ بِمَعروفٍ وَلا تُمسِكوهُنَّ ضِرارًا لِتَعتَدوا... ٢٣١ ... سورة البقرة

"تو انھیں اچھے طریقے سے رکھ لو یا انھیں اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انھیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکے رکھو"

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ نامرد کی مدت مہلت ایک سال مقرر کی گئی ہے،باوجود اس کے کہ وہ نان ونفقہ اور لباس دیتا ہے،اس پر جو ضروری ہے،اس کے دینے کا عہد کرتا ہے اور سال کے بعد اس کے صحت یاب ہونے اور جماع پر قادر ہونے کا احتمال بھی ہوتا ہے،جب کہ گمشدہ آدمی کے احوال کا کچھ علم نہیں ہوتا،نہ وہ نان ونفقہ دیتا ہے نہ کوئی عہد ومعاہدہ کرتا ہے اور بالفعل کسی معاملے کی قدرت نہیں رکھتا تو آخر چار سال کے بعد (اس کی بیوی کو) نئے نکاح کا فتویٰ کیوں نہ دیا جائے؟

---

[1]۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (2/575)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ:446

محدث فتویٰ